AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

المصباح ریسرچ جرنل

ISSN (Online): 2790-8828. ISSN (Print): 2790-881X.

Volume III, Issue III

Homepage: https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/index

Category Y

Link: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

Article: پائیدار ترقی کے ہدف انسداد غربت کی موجودہ صورتحال: ماخذات شرعیہ کی روشنی میں ایک مطالعاتی جائزہ

Authors & Affiliations:

[1] ***Moosa Lakhani***

Senior Lecturer Bahria University Karachi Camus and PhD Scholar, Department of Comparative Religions and Islamic Culture, University of Sindh Jamshoro

[2] ***Dr. Naheed Arain***

Chairperson, Department of Comparative Religions and Islamic Culture, University of Sindh Jamshoro

Email Add: [1]moosalakhani.bukc@bahria.edu.pk

[2] naheed.arain@usindh.edu.pk

ORCID ID: [1]https://orcid.org/0000-0002-3817-7675

Published: **27-09-2023**

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.10456781

Citation: Moosa Lakhani, and Dr. Naheed Arain. 2023. “ پائیدار ترقی کے ہدف انسداد غربت کی موجودہ صورتحال : ماخذات شرعیہ کی روشنی میں ایک مطالعاتی جائزہ: CURRENT SITUATION OF SUSTAINABLE DEVELOPMENT’S GOAL POVERTY ERADICATION: A STUDY REVIEW IN THE LIGHT OF ISLAMIC SOURCES”. AL MISBAH RESEARCH JOURNAL, September, 121-32.

Copyright’s info: Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Published By: Research Institute of Culture and Ideology, Islamabad.

Indexation’s

REINCI

پائیدار ترقی کے ہدف انسداد غربت کی موجودہ صورتحال: ماخذات شرعیہ کی روشنی میں ایک مطالعاتی جائزہ

CURRENT SITUATION OF SUSTAINABLE DEVELOPMENT'S GOAL POVERTY ERADICATION: A STUDY REVIEW IN THE LIGHT OF ISLAMIC SOURCES

*Moosa Lakhani
*Dr. Naheed Arain

Abstract

The eradication of poverty has been a longstanding global objective, particularly since the inception of relentless capitalism. The General Assembly, recognizing its significance, emphasized the eradication of poverty as a pivotal theme in sustainable development during the 1997 Program for the further implementation of Agenda 21. Despite the proclamation of the Millennium Development Goals in the early 21st century, poverty has persisted on the world agenda, with an alarming trend of its exacerbation rather than elimination. The global scenario suggests a worsening situation, raising concerns about achieving the primary sustainable development goal of eradicating poverty, succinctly articulated as "End poverty in all its forms everywhere." This paper critically reviews the current status of poverty alleviation efforts, offering insights into how Islam perceives and systematically addresses poverty. The study draws from Islamic sources to provide a nuanced understanding and proposes potential avenues for effective eradication. The research methodology employed involves an in-depth examination of relevant Islamic texts, comparative analyses with contemporary socio-economic conditions, and concludes an exploration of strategic instances where Islamic principles successfully addressed poverty.

***Keywords**: Poverty eradication, sustainable development, Islamic agenda, Islamic thought.*

ابتدائیہ

ظالمانہ سرمایہ داری کے قیام کے بعد غربت کا خاتمہ ایک خصوصی ہدف رہا ہے۔ جنرل اسمبلی نے ایجنڈا[1] 21 کے مزید نفاذ کے لیے اپنے 1997 کے پروگرام (پیراگراف 27) میں فیصلہ کیا کہ غربت کا خاتمہ آنے والے سالوں کے لیے پائیدار ترقی کا ایک غالب موضوع ہونا چاہیے۔[2] یہ بین الاقوامی برادری اور اقوام متحدہ کے پورے نظام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔ لہذا اکیسویں صدی کے آغاز میں ہزار سالہ ترقیاتی اہداف کے اعلان کے فوراً بعد، غربت عالمی طاقتوں کا ایجنڈا بنی ہوئی ہے[3]؛ ایسا لگتا ہے کہ ایجنڈا غربت کو دور کرنے کی بجائے پیدا کرنا ہے۔ یہ صنعتی انقلاب کے نتائج میں سے ایک ہے جسے معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا چاہیے تھا لیکن اس کے بعد سے اب تک اس نے دوسری صورت میں کام کیا ہے۔ عالمی سطح پر صورتحال بگڑتی ہی دکھائی دے رہی ہے۔ پائیدار ترقی کا نمبر ایک

* PhD Scholar, Department of comparative religions and Islamic Culture, University of Sindh Jamshoro.
* Chairperson, Department of comparative religions and Islamic Culture, University of Sindh Jamshoro.

ہدف ہی غربت کا خاتمہ ہے جسے وہ کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ: ”غربت کو اس کی تمام شکلوں میں ہر جگہ ختم کریں۔"[4] اس ہدف کا مقصد غربت میں رہنے والے ہر عمر کے مردوں، عورتوں اور بچوں کے تناسب کو کم از کم نصف تک کم کرنا، اور قومی سطح پر مناسب سماجی تحفظ کے نظام کو نافذ کرنا ہے۔ غربت کے خاتمے کے لیے ترجیحی اقدامات میں پائیدار معاش، کاروباری مواقع اور پیداواری وسائل تک رسائی کو بہتر بنانا؛ بنیادی سماجی خدمات تک عالمی رسائی فراہم کرنا؛ بتدریج سماجی تحفظ کے نظام کو تیار کرنا تاکہ ان لوگوں کی مدد کی جاسکے جو اپنی مدد نہیں کر سکتے۔ علاوہ ازیں غربت میں رہنے والے لوگوں اور ان کی تنظیموں کو با اختیار بنانا؛ خواتین پر غربت کے غیر متناسب اثرات کو حل کرنا؛ دلچسپی رکھنے والے عطیہ دہندگان اور وصول کنندگان کے ساتھ مل کر غربت کے خاتمے کے لیے ODA کے بڑھتے ہوئے حصص مختص کرنے کے لیے کام کرنا؛ اور غربت کے خاتمے کے لیے بین الاقوامی تعاون کو تیز کرنا۔[5] یہ سارے اہداف و ذیلی اہداف 2015 میں اقوام متحدہ کے تحت طے تو کر لئے گئے مگر صورتحال عمومی طور پر بہتر نا ہو سکی۔

تازہ ترین صورتحال

غربت، ایک کثیر الجہتی اور پیچیدہ چیلنج ہونے کی وجہ سے، کچھ ممالک قومی کثیر الجہتی غربت کے اشاریوں کو اپنانے پر زور دیتے ہے۔ یہ اشارے غربت کے مختلف جہتوں پر محیط ہیں، بشمول صحت، روزگار، تعلیم، اور ضروری خدمات تک رسائی، گھرانوں کے اندر متعدد پائیدار ترقی کے اہداف میں محرومیوں کے درمیان پیچیدہ باہمی روابط کو واضح کرتے ہیں۔ منتخب ممالک میں اس طرح کے اقدامات کے نفاذ کے باوجود، قومی کثیر الجہتی غربت کو کم کرنے میں پیشرفت کو روک دیا گیا ہے۔ اس چیلنج سے نمٹنے کے لیے حکومتوں اور اسٹیک ہولڈرز کی جانب سے بنیادی عوامل کو نشانہ بنانے اور متنوع جہتوں میں محرومیوں کے خاتمے کے لیے حکمت عملی وضع کرنے کے لیے مشترکہ کوشش کی مزید ضرورت ہے۔ اقوام متحدہ نے ہدف نمبر 1 کو مزید مختلف ذیلی اہداف (targets) میں تقسیم کیا ہے[6] جن کی مدد سے جانچ کا کام مزید آسان ہو جاتا ہے کہ متعلقہ ذیلی ہدف میں کس قدر کب، کہاں، اور کس نوعیت کی تبدیلی پیش آئی ہے۔ اس مقصد کے لیے ذیلی اہداف درج ذیل ہیں۔

1.1 2030 تک، ہر جگہ تمام لوگوں کے لیے انتہائی غربت کا خاتمہ کریں، جن میں فی الحال 1.25$ یومیہ سے کم پر زندگی گزارنے والے افراد کے کو شامل کیا جاتا ہے۔

1.2 2030 تک، قومی تعریفوں کے مطابق غربت میں زندگی بسر کرنے والے تمام عمر کے مردوں، عورتوں اور بچوں کے تناسب کو کم از کم نصف تک کم کر دیں۔

1.3 قومی سطح پر مناسب سماجی تحفظ کے نظام کے لیے اقدامات کو نافذ کریں، بشمول نظامِ فلور[7]، اور 2030 تک غریبوں اور کمزوروں کی صورتِ حال کا احاطہ کریں۔

1.4 2030 تک، اس بات کو یقینی بنانا کہ تمام مردوں اور عورتوں کو، خاص طور پر غریب اور کمزور، کو معاشی وسائل کے ساتھ ساتھ بنیادی خدمات تک رسائی، ملکیت اور زمین اور جائیداد کی دیگر اقسام پر کنٹرول، وراثت، قدرتی وسائل پر مناسب حقوق حاصل ہوں۔ جن میں نئی ٹیکنالوجی اور مالیاتی خدمات بشمول مائیکرو فنانس موجود ہیں۔

1.5 2030 تک، غریبوں اور ان کے پیچیدہ حالات میں بہتری پیدا کریں اور آب و ہوا سے متعلق انتہائی واقعات اور دیگر معاشی، سماجی اور ماحولیاتی مشکلات اور آفات کے لیے ان کی آزمائش اور خطرے کو کم کریں۔

1.a ترقی پذیر ممالک بالخصوص کم ترقی یافتہ ممالک کو غربت کے خاتمے کے لیے پروگراموں اور پالیسیوں پر عمل درآمد کرنے کے لیے مناسب اور پیش قیاسی ذرائع فراہم کرنے کے لیے متعدد ذرائع سے وسائل کی نمایاں طور پر نقل و حرکت کو یقینی بنانا، بشمول بہتر ترقیاتی تعاون کے ذریعے۔

1.b غربت کے خاتمے کے اقدامات میں تیزی سے سرمایہ کاری کی حمایت کرنے کے لیے غریب نواز اور صنفی حساس ترقیاتی حکمت عملیوں کی بنیاد پر قومی، علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر ٹھوس پالیسی فریم ورک بنائیں۔

مندرجہ ذیل تصویر 2023 تک کے آدھے سفر میں تمام سترہ اہداف کا اندازہ واضح طور پر دکھاتی ہے۔ یہ تخمینہ اقوام متحدہ کی طرف سے رواں سال 2023 میں جاری کیا گیا ہے جس میں پائیدار ترقی کے اہداف میں آن ٹریک پیشرفت کے لیے سبز، منصفانہ پیش رفت کے لیے نارنجی لیکن سرعت کی ضرورت، جمود کے لیے سرخ، اور نتائج اخذ کرنے کے لیے ناکافی ڈیٹا کے لیے سرمئی رنگ کا استعمال کیا گیا ہے۔

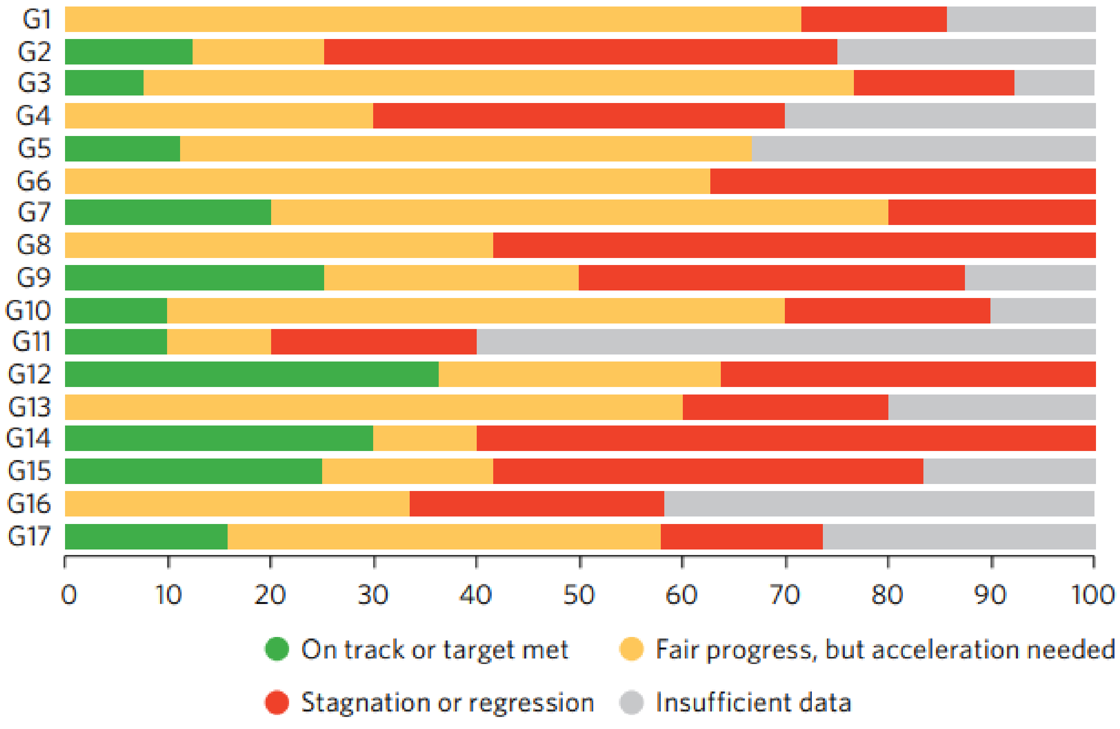

اعداد و شمار 1 تخمینہ شدہ اہداف، 2023 کی بنیاد پر 17 اہداف کے لیے پیش رفت کا جائزہ

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.3, No.3, Sep-2023
Page no: 121-132

یہ واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ ترقی کا سب سے زیادہ فیصد صارفیت اور پیداوار میں ہوا ہے، جب کہ بنیادی ہدف نمبر 1 میں کوئی سبز پیش رفت نہیں ہے یعنی ہم طے شدہ ترقی کے راستے پر بھی نہیں ہیں۔[8] اس سے ایک بات اور واضح ہوتی ہے کہ یہ منصوبہ بھی کسی حد تک مفاد کی بھینٹ چڑھتا جا رہا ہے اور تیزی سے بدلتی اس مفاد پرست دنیا میں ہر ریاست اپنے اور اپنے متعلقین کی ترقی کے لئے کوشاں ہے جسے بہتر انداز میں استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

اقوام متحدہ کی تازہ ترین رپورٹ[9] کے مطابق اگر موجودہ عالمی رجحانات برقرار رہے تو، حیرت انگیز طور پر 575 ملین افراد انتہائی غربت کا شکار رہیں گے، اور صرف ایک تہائی قومیں سال 2030 تک اپنی قومی غربت کی شرح میں 50 فیصد کمی حاصل کرنے کا امکان رکھتی ہیں۔ سماجی تحفظ کو وسعت دینے کی کوششوں کے باوجود COVID-19 وبائی امراض سے درپیش چیلنجز، 4 ارب سے زیادہ لوگ ایسے تحفظات سے مکمل طور پر محروم ہیں۔ مزید برآں، ضروری خدمات پر سرکاری اخراجات میں کافی تفاوت موجود ہے، ترقی یافتہ معیشتیں ابھرتی اور ترقی پذیر معیشتوں کے مقابلے تعلیم، صحت اور سماجی تحفظ کے لیے نمایاں طور پر زیادہ تناسب مختص کرتی ہیں۔ اقوام متحدہ کی یہ کوشش ہے کہ غربت کے خاتمے اور اس بات کو یقینی بنانے کے اہم عزم کو پورا کرنے کے لیے کہ کوئی بھی پیچھے نہ رہے، اور اس بات کا خصوصی پرچار کیا جا رہا ہے کہ تیز رفتار کارروائی اور سرمایہ کاری کی اشد ضرورت ہے۔ اس میں اقتصادی مواقع کو بڑھانے، تعلیمی نظام کو بہتر بنانے، اور سماجی تحفظ کو جامع طور پر بڑھانے کے اقدامات شامل ہیں، خاص طور پر سب سے زیادہ پسماندہ آبادیوں پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے۔ لیکن یہ بات بھی یہاں قابل غور ہے کہ پچھلی دو دہائیوں کے دوران، تعلیم، صحت اور سماجی تحفظ سمیت اہم خدمات کے لیے مختص سرکاری اخراجات کے تناسب میں اضافہ ہی ہوا ہے لیکن حالات اس قدر اچھے نہیں ہیں۔ عالمی سطح پر، یہ خدمات 2021 میں کل حکومتی اخراجات کا تقریباً 53 فیصد بنتی ہیں، جو کہ 2015 میں 47 فیصد سے زیادہ ہے۔ یہ تناسب ترقی یافتہ معیشتوں میں مختلف ہو گیا، جہاں یہ ابھرتی اور ترقی پذیر معیشتوں میں 44 فیصد کے مقابلے میں 62 فیصد تک پہنچ گیا۔ ان دونوں زمروں کے درمیان مستقل فرق نسبتاً یکساں رہا ہے، جو تقریباً 20 فیصد پوائنٹس پر منڈلا رہا ہے۔ ضروری خدمات کے مخصوص اجزاء کا تجزیہ کرتے ہوئے، ترقی یافتہ معیشتوں میں سماجی تحفظ کے اخراجات ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں میں اوسطاً 17 فیصد پوائنٹس سے تجاوز کر گئے، جو کہ جزوی طور پر، پہلے میں وسیع تر پنشن کوریج کی عکاسی کرتا ہے۔ دریں اثنا، صحت کے اخراجات میں مارجن کم تھا، جو ترقی یافتہ معیشتوں میں ان کے ابھرتے ہوئے اور ترقی پذیر ہم منصبوں کے مقابلے اوسطاً 6 فیصد پوائنٹ زیادہ ہے۔

اسلام میں غربت کا موقف

غربت کے حوالے سے اسلامی تعلیمات اصولی و مبنی بر شریعہ ہیں۔ لیکن ان تعلیمات واحکامات کو جاننے سے پہلے یہ جاننا قابل قدر ہے کہ فقر و غربت کو اسلام نے کس نظر سے دیکھا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ رب العزت نے انسانوں میں مالی اعتبار سے فرق باقی رکھا ہے جیسا کہ علم میں سب برابر نہیں، فنون میں اقوام میں برتری و فوقیت کا معاملہ پایا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک قوم کو دوسری قوم پر

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

فضیلت دی گئی ہے لیکن پھر حساب وکتاب بھی اسی اعتبار سے ہونا ہے۔ علماء کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ فقر ہے لیکن اختلاف اس بات پر ہے کہ کیا فقر کو ختم کرنا ضروری ہے؟ اس کا جواب امام قرضاوی نے اپنی کی معرکۃ الآراء تصنیف مشــــکلۃ الفقر وکیف عالجھا الاسلام[10] میں بخوبی دیا ہے۔

امام قرضاوی اپنی تصنیف میں بیان کرتے ہیں کہ اسلام میں تصوف جیسے فرقے ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ غربت کوئی مسئلہ نہیں ہے جس کا حل کیا جائے اور نہ ہی کوئی بیماری ہے کہ اس کا علاج کیا جائے بلکہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ایک نعمت ہے جسے وہ چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ غربت میں مبتلا شخص اس فانی دنیا کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے گا اور اپنا زیادہ تر وقت اپنے ایک حقیقی رب کے لیے وقف کر دے گا۔ ان کا ماننا ہے کہ یہ ساری دنیا ایک افسانہ اور آزمائش کی جگہ ہے۔ روئے زمین پر جتنا کم وقت گزرے گا، اس کے امکانات اتنے ہی زیادہ ہوں گے کہ انسان اس دنیا کی لذتوں میں مبتلا نہ ہو گا۔ ایسے مذاہب ہیں جو مذکورہ بالا خیال کی حمایت کرتے ہیں۔ وہ غربت کو جسم کے ایذا رسانی کے لیے رب کی نعمت سے تعبیر کرتے ہیں، جو روح کی تزکیہ کا باعث بنتی ہے۔ یہ زیادہ تر ہند کے صوفیاء اور عیسائی راہبوں کی تعلیمات میں پایا جاتا ہے۔ اس قسم کے عقائد ہیں جو غربت کو مسئلہ ہی نہیں سمجھتے لہذا ایسے مسئلے کا حل تلاش ہی نہیں کرتے۔[11]

مزید مصنف اشارہ دلاتے ہیں کہ دوسری طرف جبریہ[12] فرقہ ہے جو انسان کے امیر یا غریب ہونے میں اللہ کی تقدیر پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ اسے ان حالات میں سے ایک سمجھتے ہیں جن کو حل کرنے کی ضرورت ہے لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہرگز حل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مرضی اور حکم سے ہو رہا ہے۔ اس لیے اگر اللہ چاہتا ہے کہ کوئی شخص امیر ہو تو وہ ہے اور اگر اللہ چاہتا ہے کہ کوئی شخص غریب رہے تو وہ کبھی امیر نہیں ہو سکتا۔ وہ اللہ عزوجل کی مرضی سے خوش رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ یہ اللہ کا طے شدہ مقدر ہے لہذا اس پر خوش رہو اور اس سے زیادہ کچھ نہ چاہو۔[13]

امام قرضاوی کے مطابق تیسرا طبقہ ویسا ہی عقیدہ رکھتا ہے جیسا کہ جبریہ بیان کرتے ہیں تاہم ان کا عقیدہ کچھ یوں مختلف ہے کہ غربت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی، منشاء میں سے تو ہے لیکن امیر لوگوں پر فرض ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے دولت کی منصفانہ تقسیم میں اپنا کردار ادا کریں۔ انہیں چاہیے کہ وہ زکوٰۃ ادا کریں، خیرات کریں یا لوگوں کی مالی مدد کریں تاکہ وہ ان تمام نعمتوں کے لیے اللہ کے سامنے جوابدہ ہوں جو انھیں دی گئی ہیں اور انھوں نے ان نعمتوں کو اللہ کی رضا کے لیے کیسے خرچ کیا۔ یہ علماء اسلام اور سابقہ مذاہب کے درمیان مقبول رائے میں سے ایک ہے۔[14]

اس میں چوتھی رائے اس فرقے کی ہے جس کا خیال ہے کہ غربت معاشرے کی بیماری ہے، تاہم ان افراد کو کھانا کھلانا اور ان کی کفالت کرنا امیروں یا ریاست یا امت پر فرض نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ غریبوں کی خود ذمہ داری ہے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور سے قارون کے پیروکار ہیں جن کا عقیدہ تھا کہ اس نے جو کچھ بھی کمایا ہے وہ اس کی اپنی ذہانت اور عقل کی وجہ سے ہے۔ لہذا جو عقل رکھتا ہے وہ خود کما لے گا۔[15]

مندرجہ بالا اصولی آراء کی بنیاد پر معمولی تغیرات کے ساتھ دیگر کئی آراء ہیں، جیسے مارکس کی رائے۔ غربت کے خاتمے کے حوالے سے موجودہ صورتحال مسلسل تحدیات اور تفاوتوں کو ظاہر کرتی ہے۔کچھ پیش رفت کے باوجود،2030 تک 575 ملین لوگوں کے انتہائی غربت میں رہنے کا امکان تشویشناک ہے[16] اور اسلام کا ردعمل جاری ہے۔ سماجی تحفظ کی غیر مساوی تقسیم،ضروری خدمات پر سرکاری اخراجات میں فرق، اور بہت سے ممالک میں غربت میں کمی کی سست رفتار اس کثیر الجہتی مسئلے کو حل کرنے کی پیچیدگی کو واضح کرتی ہے۔ باوجود اس کثیر الجہتی مسئلہ کے ہونے کے آج بھی ایک شخص اپنی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ اسلام صبر اور مسلسل کوشش کے اصولوں پر مساوات اور انصاف کی تلقین کرتا ہے۔اس نے غربت کو معاشرے کا بنیادی مسئلہ تسلیم کیا جو معاشرے میں کئی جسمانی، روحانی اور سماجی تباہی کا باعث بن سکتا ہے، تاہم، اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہونے کے ناطے یہاں ایک ایسا عملی نظام تجویز کرنے سے بھی نہیں چونکتا جو مکمل طور پر غربت کے بغیر دنیا قائم کر سکتا ہے جو کہ اسلامی تاریخ کے سنہری دور سے ظاہر ہے بہر حال غریب یا غربت کی تعریف مختلف ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انسانوں کو زمین سے نوازا ہے جو نہ صرف اس کے لیے فائدہ مند ہے بلکہ اسے فطرت کے اعتبار سے اتنا پرامن بھی بنایا ہے کہ اسے گھومنے پھرنے اور اس کا رزق جاننے کے تمام وسائل مہیا کر دی ہے۔ جیسا کہ اللہ قرآن میں فرماتا ہے،

"هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ"[17]

"وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع کر دیا تو تم اس کے راستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔"

مزید ارشاد ہوا کہ،

"فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا"[18]

"تو میں نے کہا: (اے لوگو!) اپنے رب سے معافی مانگو، بیشک وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے۔ وہ تم پر موسلا دھار بارش بھیجے گا۔ اور مالوں اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغات بنادے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا۔"

یہ آیات اس بات پر گواہ ہے کہ اللہ نے اپنی مخلوق پر اس نعمت کا ذکر کیا کہ زمین کو ان کے تابع کر دیا اور اسے ان کے لیے مسخر کر دیا، اسے ایک ایسا عظیم مسکن بنا کر دیا تاکہ اس میں سکونت اختیار کرنے والے اس میں رکھے ہوئے پہاڑوں اور اس کے چشموں سے پھیلے یا پریشان نہ ہوں۔ اس میں اور وہ راستے جو اس نے اس میں بتائے ہیں اور اس میں کھیتی اور پھلوں کی جگہیں جو اس نے تیار کی ہیں رب تعالیٰ

نے واضح کیا ہے کہ اس کے علاقوں میں سے جہاں چاہو سفر کرو اور اس کے علاقوں میں ہر قسم کے فائدے اور تجارت میں کثرت سے جانے کی ترغیب ہے اور بیان ہوا کہ ہم جان لیں کہ ہمارے کوشش ہمیں کچھ فائدہ نہیں دے گی جب تک کہ اللہ ہمارے لیے آسانیاں پیدا نہ کرے۔ لہذا اسلام میں ایسی کوئی چیز نہیں جو لوگوں کو اسلام کی دی گئی حدود میں اپنی روزی کمانے کے لیے محنت کرنے سے روکے۔ چنانچہ نبی اکرم کا ارشاد ہے کہ،

"لو أنكم تتوكلون على الله حق توكله ، لرزقكم كما يرزق الطير ، تغدو خماصا وتروح بطانا"[19]

"اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ کرو جیسا کہ تمہیں کرنا چاہیے تو وہ تمہیں اسی طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے۔"

مزید اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کفر اور فقر سے اللہ کی پناہ مانگی۔ لہذا یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ اسلام میں فلسفہ توکل ہے جو اللہ پر اندھا بھروسہ ہے۔ تقدیر پر ایمان ایک مسلمان سے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو صرف اللہ کے سپرد کرے اور اللہ کی خواہش کو اپنی خواہش سمجھے۔ اللہ اس کی توقعات سے بڑھ کر اس کی ضروریات پوری کرے گا۔ آزمائشیں اور مصیبتیں سفر کا حصہ ہیں، اس لیے مسلمان کو اس سے متاثر نہیں ہونا چاہیے اور صبر کرنا چاہیے۔ یہ بات بھی یاد رکھے کہ مال اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، جو ضرورت کی حد تک کمانا جائز ہے۔ مال کو ہی اپنا دین ایمان بنالینا اپنے بنیادی مقصد سے روگردانی کرنے کے مترادف ہے۔ چونکہ انسانی زندگی کی بقا میں اس کا اہم کردار ہے لہذا اس کے کسب سے روکا تو نہیں گیا لیکن اصول وضوابط کا ایک مکمل ضابطہ انسان کو سونپا گیا ہے تاکہ وہ اس کی پاسداری کرتے ہوئے اس عمل میں بھی اپنے رب کے مزید قریب ہوسکے۔ لہذا کسب مال میں تین امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اولاً یہ کہ مال جائز اور حلال ذرائع سے انسان تک پہنچا ہو۔ ضروری نہیں کہ مال انسان نے ہی کمایا ہو کیونکہ صدقہ وخیرات وہدیہ مسلمان معاشروں کی اساس میں سے ہے لہذا یہ دیکھنا بھی ضروری ہے ظالم کا مال جب اللہ قبول نہیں کرتا تو انسان کو بھی اسے قبول نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے نا صرف ظالم کی حوصلہ شکنی ہوگی بلکہ مظلوم کا کاندھا بھی مضبوط ہوگا۔ ثانیاً مال کا مطلقاً حلال ہونا بھی ضروری ہے۔ بے شک کہ جب وہ حلال طریقے سے کمایا گیا ہے تو حلال ہی ذرائع سے اس تک پہنچا ہو۔ مال پہنچنے کے ذرائع بے شک حلال ہوں مگر مال کا از خود طیب اور حلال ہونا بھی امر ضروری ہے۔ ثالثاً مال کے حقوق سے متعلق بھی گمان نا ہو جس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ مال میں لوگوں کا حق موجود ہے اور اگر مال ومتاع میں سے وہ ادا نہیں ہو رہا لہذا اس کا مطلب یہ ہے کہ مال میں لوگوں کا حق موجود ہے پھر چاہے وہ ادھار ہو یا زکوۃ۔[20] انسانی نفس کی آزمائش کا ایک بہترین طریقہ کار ہے کہ جس سے گذر کر یا تو انسان جل جاتا ہے یا پھر کندن ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن میں بڑی وضاحت سے یہ بات ارشاد فرمادی ہے کہ،

"وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ"[21]

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.3, No.3, Sep-2023
Page no: 121-132

"اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان ہے"

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ایک اہم اصول بیان کیا ہے کہ جو نعمتیں مال و دولت اور اولاد کی طرح ہیں، وہ مختلف امور میں ایک اہم امتحان ہیں۔ یہ امتحان اللہ کی بندگی میں کس طرح مال اور اولاد کے حقوق ادا کیے جاتے ہیں اور اللہ کے احکامات پر عمل کیا جاتا ہے، یہ ظاہر کرتا ہے۔ یہ بھی دکھاتا ہے کہ ایک شخص کی مال اور اولاد میں اللہ کے احکامات کے مطابق عمل کرنا ایک اہم اختبار ہے اور کیسے ان نعمتوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو یہ بھی یقین دلاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں مال اور اولاد کی محبت، یا ان میں رکاوٹ بننے والی چیز نہیں ہونی چاہئے۔ اس کا بنیادی مقصد یہ سامنے آیا کہ ہم جان لیں کہ ہمارا مال صرف وہی ہے جو اللہ نے ہمیں دیا ہے اور اولاد بھی، اللہ نے ہمیں کتنا دیا ہے یہ ایک امتحان اور آزمائش ہے۔ چناچہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا،

"الدنیا متاع، وخیر متاع الدنیا: المراۃ الصالحۃ"[22]

"دنیا متاع (کچھ وقت تک کے لیے فائدہ اٹھانے کی چیز) ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔"

یہاں اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے وسائل سے فائدہ اٹھانے میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے خواہ مادی ہو یا دوسری صورتِ دیگر۔ تاہم، اس سے متعلق بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص اس دنیا میں اس قدر مشغول ہو جاتا ہے کہ وہ آخرت کی حقیقی زندگی کے لیے تیاری نہیں کرتا، جو ہمیشہ کے لیے ہے، ایسا عمل قابل مذمت ہے۔ دوسرا خیال جس کا یہاں تجزیہ کرنا بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ نے دنیا کے مادی فائدے کے مقابلے تعلقات کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ صحت مند طرز زندگی وہ نہیں ہے جس میں زیادہ پیسہ ہو، بلکہ صحت مند طرز زندگی وہ ہے جس میں صحت مند رشتہ ہو جو اسے اللہ کے قریب کر دے۔ یہاں جس رشتے کی بات کی گئی ہے وہ ہے جو خالصتاً اللہ کے لیے ہو کیونکہ یہ رشتہ اسے آخرت کی تیاری میں مدد فراہم کرے گا۔ اور جب ہی ممکن ہے جب انسان کا معیار دین ہونا کہ دنیا، اور جب معیار دین ہو گا تو اعتدال اور میانہ روی خود بخود سامنے آجائے گی۔ عمومی طور پر ایک روایت اس حوالے سے بیان کی جاتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا،

"ما عَالَ مَنِ اقْتَصد"[23]

"وہ شخص محتاج نہ ہو گا جس نے میانہ روی اختیار کی"

امام مالک اس حدیث کو اپنی مسند میں لائیں ہیں اور امام شاکر کی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس حدیث کی سند میں ہجری کے کمزور ہونے کی وجہ سے اس کی سند کا سلسلہ کمزور ہے۔ اور یہی حدیث مجمع الزوائد 252:10 میں ہے، اور وہاں یہ بیان ملتا ہے کہ امام احمد اور امام الطبرانی نے اسے الکبیر اور الاوسط میں روایت کیا ہے اور ابراہیم بن مسلم الجری نے ان کی سند میں روایت کلام کیا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ امام السیوطی نے الجامع الصغیر 7939 میں اسے امام احمد کی ہی طرف منسوب کرتے ہوئے اور اسے حسن کی علامت کے ساتھ ذکر کیا

ہے، اور المناوی نے اس پر جرح کر کے اسے الجحری سے ضعیف قرار دیا ہے۔ لہذا احادیث مبارکہ صحیحہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اپنی بات ثابت کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ غیر معتبر روایات کا سہارا لیا جائے۔ مصدقہ اصولوں اور قرائن کی روشنی میں ایک دلیل بھی ذرہ کو آفتاب کرنے لئے کافی ہے۔

لہذا یہ دو عناصر، مال وعقیدہ، ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ ایک انسان جسم اور روح سے مل کر بنتا ہے اور جہاں روح کی غذا اس کا صحیح عقیدہ ہے وہیں جسم کی غذا حلال مال کا استعمال ہے جو ایک مسلسل پہیہ ہے اور ایک عنصر دوسرے کو تقویت بخشتا رہتا ہے۔ لہذا بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ غربت ایک متحرک تصور ہے اور اسلام میں جس طرح اسے سمجھا گیا ہے وہ اس سے جزوی طور پر مختلف ہے جس طرح پائیدار ترقی کے ایجنڈے کے لیے اقوام متحدہ نے اس کی تعریف کی ہے۔ ایک بات تو یقینی ہے کہ اسلام اور SDGs دونوں ایک مقام پر پہنچنا چاہتے ہیں لیکن دونوں کا آغاز بالکل مختلف ہے۔ وہ سفر کے دوران کسی ایک مقام یا پوائنٹ پر مل تو سکتے ہیں یا کچھ پہلوؤں پر مل کر کام بھی کر سکتے ہیں لیکن بنیادی طور پر دونوں میں مختلف عناصر ہیں جن پر وہ عمل پیرا ہیں اور دونوں کے عزائم مختلف ہیں۔ راقم الحروف اب جس طرف توجہ مرکوز کرانا چاہتا ہے وہ یہ سلسلہ ہے کہ اللہ رب العزت کے احکامات کی روشنی میں کس قدر اور کس طرح غربت کا خاتمہ غریب کا خاتمہ کئے بغیر کیا جاسکتا ہے اور اس میں مسلمان کا، اسلامی اقدار کا اور ریاست کا کیا کردار رہے گا۔

اسلام کی حکمت عملی

اسلام نے غربت کے خلاف جنگ کا اعلان کیا ہے کیونکہ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا غضب سمجھ کر مذہب سے ہٹانے کا کلیدی عنصر ہے، جس کے نتیجے میں خاندان ٹوٹتے ہیں اور معاشروں کے لیے بھی تباہی ہے۔ اس لیے اسلام غربت کا مقابلہ کرنے اور اسے مکمل طور پر ختم کرنے کے لیے ایک منظم عملی تجویز کرتا ہے جیسا کہ اس نے ماضی میں بھی کیا ہے جب لوگ زکوۃ دینے کے لیے تیار تھے لیکن سب اس قدر خوش حال تھے کہ کوئی اسے لینے کو تیار نہیں تھا۔ اس حکمت عملی میں سب سے پہلے کام / عمل / کسب حلال کی کوشش ہے۔ غربت کے خلاف لڑنے کے لیے یہ سب سے بہترین ہتھیار ہے جو اسے ہر شکل میں مٹانے کے لیے ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے روزی کمانے کے دروازے کھول دیے ہیں اور روئے زمین پر دور دور تک بہت سے مواقع پیدا کیے ہیں کہ وہ زراعت، تجارت، سیاحت اور دیگر کئی صنعتوں میں اس سے مستفید ہو سکیں۔ جیسا کہ آج کے دور میں موجود اسلامی مالیاتی ادارے۔ آج کی دنیا میں جس چیز پر ہم بنیادی طور پر زور دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ کارپوریٹ دائرے میں قانون نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ ہے فرم کو معاہدوں میں داخل ہونے اور معاہدوں کا ایک گٹھ جوڑ بنانے کے لیے ایک علیحدہ قانونی ادارہ دینا، جو کہ مختلف دیگر افراد سے الگ ہے جو اس کے مالک ہیں یا اس کا انتظام کرتے ہیں۔ فرم معاہدوں کی دوسری شکلوں کے مقابلے میں، سب سے اہم معاہدے جو نتیجہ اخذ کیے گئے ہیں وہ ہیں روزگار کے معاہدے اور قرض دینے کے معاہدے، سابقہ مینیجرز اور شیئر ہولڈرز کو پابند کرتا ہے جبکہ مؤخر الذکر قرض ہولڈرز اور شیئر ہولڈرز کے درمیان تعلق قائم کرتا ہے۔ اسلامی مالیاتی ادارے حقیقی دنیا میں تقریباً اسی طرح کھڑے ہیں لیکن ایک خاص جزو کے

ساتھ جو شرعی تعمیل ہے۔یعنی تمام معاہدوں کو قانونی اور شرعی اصولوں پر عمل کرنا چاہیے۔ یہ معاہدوں میں انصاف کے قیام کو یقینی بنانا ہے اور ناجائز استحصالی عناصر جیسے ربا، غرار (غیر یقینی صور تحال)، میسر جوا) اور قیاس آرائیوں سے بچنا ہے۔

اصولی طور پر، شرائط کی بنیاد پر، اسٹیک ہولڈرز کے درمیان / درمیان لین دین کا مجموعی اسپیکٹرم بڑی حد تک تبدیل ہوتا ہے۔ نتیجتاً، یہ معاہدہ میں تین بڑے فرق لاتا ہے،

- مضبوط اخلاقی اور اخلاقی جہتیں، ایسی سرگرمیاں جن کی اجازت نہیں ہے حرام ہیں۔
- منفی پہلو کے تحفظ کی غیر رسمی، یہ غیر منظم اور غیر منظم ہے (میری سمجھ کے مطابق، کیونکہ قیاس آرائی پر مبنی ہے)۔
- قرض دینے کے اسباب قرض دینے کے مقصد سے جڑے ہوئے ہیں، اس لیے محدود ہیں۔

ایجنٹوں کی موقع پرستی کا ایک مضبوط حوالہ ہے، جو کہ ایک طرز عمل ہے جسے پرنسپل، اصولی طور پر، معاہدوں کے ذریعے کنٹرول کرنا چاہتا ہے۔ یہ یا تو سلوک پر مبنی معاہدہ ہے یا نتیجہ سے متعلق معاہدہ۔ جیسا کہ اسلامی فقہ کے بارے میں مختلف حصوں میں وضاحت کی گئی ہے، اسلامی مالیاتی اداروں میں معاہدوں کی بنیاد نہ صرف روایتی معاہدوں کی طرح مادی معلومات، حقائق اور شرائط پر منحصر ہوگی بلکہ ان کے علاوہ ایک اخلاقی جز بھی ہے۔ اس طرح، اسلام میں معاہدے دو عناصر پر مشتمل ہیں، ایک مادی تکمیل اور دو اخلاص، سچائی، اور اس کی سختی اور وفاداری پر اصرار جو اس نے رضامندی دی تھی۔ اخلاقی جز پر بہت زیادہ انحصار ہے، اس لیے اس جہت کی خلاف ورزی شرعی قانون کے حوالے سے معاہدے کے باطل ہونے کا باعث بنے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اسلام کا زور مستثنیات پر ہے۔ وہ لوگ جو کام نہیں کر سکتے، بیواؤں، چھوٹے بچوں، معذوروں وغیرہ سے۔ اس کے نتیجے میں ان تمام لوگوں کی ذمہ داری بنتی ہے جو کر سکتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے اسلام نے ایک ایسی جماعت کے قیام پر زور دیا ہے جو معاشرے میں ضرورت مندوں کا خیال رکھے۔ چاہے وہ رشتہ دار ہوں، ساتھی کارکن یا پڑوسی۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان تک پہنچیں اور انہیں فراہم کریں تاکہ ان کی ضروریات پوری ہو سکیں اور قیامت کے دن اللہ کے سامنے جوابدہ ہوں۔ قرآن مجید میں متعدد آیات[24] اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث[25] ہیں جو ہمارے درمیان مشہور ہیں اور ہمیں بالکل اسی خیال کی طرف مراجعت کرواتی ہیں جن کا یہاں حوالہ دیا گیا ہے۔

ثالثاً جو پہلو اسلام اعتبار سے یہاں قابل غور ہے وہ فرائض میں سے ہے۔ زکوۃ، اسلامی سماجی اور اقتصادی انصاف کا ایک بنیادی ستون، دولت کی دوبارہ تقسیم اور کمیونٹی کی حمایت پر زور دے کر غربت کے خاتمے میں ایک طاقتور آلہ کے طور پر کام کرتی ہے۔ خیرات دینے کی اس لازمی شکل میں مسلم کمیونٹی کے متمول ارکان سے ضرورت ہے کہ وہ اپنی بچتوں اور اثاثوں کا ایک مخصوص فیصد ضرورت مندوں کو دیں۔ دولت کی دوبارہ تقسیم کا پہلو غربت کی بنیادی وجوہات کو براہ راست حل کرتے ہوئے وسائل کی زیادہ منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتا ہے۔ زکوۃ کے فنڈز کو خوراک، رہائش، لباس، اور صحت کی دیکھ بھال جیسی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فوری ریلیف فراہم

کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، لوگوں کو انتہائی غربت سے نکالنا۔ مزید بر آں، زکوٰۃ کمزور گروہوں بشمول یتیموں، بیواؤں، اور معاشی مشکلات کا سامنا کرنے والوں کے لیے ہدفی امداد فراہم کرتی ہے۔ یہ آمدنی پیدا کرنے والے منصوبوں، پیشہ ورانہ تربیت، اور چھوٹے کاروباری اقدامات کے ذریعے معاشی بااختیار بنانے کو فروغ دے کر قلیل مدتی ریلیف سے آگے ہے۔ زکوٰۃ قرض سے نجات، تعلیم اور ہنر کی ترقی، معاشی بوجھ کو کم کرنے اور پائیدار بہتری کو فروغ دینے میں بھی کردار ادا کرتی ہے۔ زکوٰۃ کے فنڈز جمع کرکے، کمیونٹیز اجتماعی بہبود کے لیے بڑے منصوبے شروع کر سکتی ہیں، جیسے بنیادی ڈھانچے کی ترقی، صحت کی دیکھ بھال کی سہولیات، اور صاف پانی تک رسائی۔ خلاصہ یہ کہ زکوٰۃ کی منظم اور اجتماعی نوعیت اسے مسلم کمیونٹی کے اندر غربت کے خاتمے کے لیے جاری کوششوں میں ایک پائیدار اور مؤثر ذریعہ بناتی ہے، جو ہمدردی، مساوات اور سماجی ذمہ داری کی اسلامی اقدار کی عکاسی کرتی ہے۔

نتیجہ یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ پائیدار ترقی اپنے تمام تر روشن خیالات اور غیر پائیدار نقطہ نظر کے ساتھ غربت کے مسئلے کو کہیں نہیں پہنچا سکی ہے۔ یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ ہم دراصل اس سے بھی بدتر صورتحال میں ہیں جس سے ہم نے آغاز کیا تھا۔ جب کہ اگر اسلام کو موقع دیا جائے تو یہ آج ہم جس دنیا میں رہ رہے ہیں اس کے مقابلے میں زیادہ لچکدار اور صحت مند معاشروں کی تعمیر میں مدد کر سکتا ہے جو اختراعات، بہترین طریقوں اور اخلاقی طور پر درست ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] ایجنڈا 21 پائیدار ترقی کے حوالے سے اقوام متحدہ کا ایک غیر پابند ایکشن پلان ہے۔ یہ 1992 میں برازیل کے شہر ریوڈی جنیرو میں منعقدہ ارتھ سمٹ (ماحول اور ترقی پر اقوام متحدہ کی کانفرنس) کی پیداوار ہے۔

[2] United Nations, "Agenda 21" (United Nations, 1992), https://sustainabledevelopment.un.org/content/documents/Agenda21.pdf.

[3] United Nations, *UNCITRAL Expedited Arbitration Rules 2021: UNCITRAL Rules on Transparency in Treaty-Based Investor-State Arbitration.* (United Nations, 2022), 2, https://doi.org/10.18356/9789210021753.

[4] United Nations, "Seventy-Second Session Agenda Item 23 (a): Resolution Adopted by the General Assembly on 20 December 2017" (2018), https://doi.org/10.18356/9789210021753.

[5] "Poverty Eradication | Department of Economic and Social Affairs," accessed November 27, 2023, https://sdgs.un.org/topics/poverty-eradication.

[6] "Poverty Eradication | Department of Economic and Social Affairs."

[7] سماجی تحفظ میں نظامِ فلور ایک طریقۂ کار ہے جس کا مقصد قومی سطح پر غربت، کمزوری اور سماجی اخراج کو روکنا یا اس کا خاتمہ کرنا ہے۔

[8] United Nations Department of Economic and Social Affairs, *The Sustainable Development Goals Report 2023: Special Edition*, The Sustainable Development Goals Report (United Nations, 2023), 8, https://doi.org/10.18356/9789210024914.

United Nations Department of Economic and Social Affairs, 12.[9]

[10] یوسف قرضاوی, مشکلۃ الفقر وکیف عالجہا الاسلام (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ, 1985).

[11] قرضاوی, 7.

[12] خلافُ القَدَرِ۔۔ محمد بن مکرم بن علی، اَبو الفضل، جمال الدین ابن منظور, لسان العرب, ۳ (بیروت: دار صادر, ١٤١٤), 4/116.

[13] قرضاوی, مشکلۃ الفقر وکیف عالجہا الاسلام, 8.

[14] قرضاوی, 9.

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.3, No.3, Sep-2023
Page no: 121-132

[15] قرضاوی,9.

[16] United Nations Department of Economic and Social Affairs, *The Sustainable Development Goals Report 2023*, 12.

[17] *Holy Quran* (Saheeh International, 2011), v. 77:15.

[18] *Holy Quran*, v. 71: 9-12.

[19] "الدرر السنية - الموسوعة الحديثية - شروح الأحاديث," dorar.net, accessed November 27, 2023, https://dorar.net/hadith/sharh/35570 رواه الترمذي ، والنسائي ، وابن ماجه من حديث ابن هبيرة وقال الترمذي : حسن صحيح.

[20] شاہد امین, "اقوام متحدہ کے منصوبہ پائیدار ترقی کا تصور اور اہداف مقاصد شریعت کے تناظر میں" (مردان, عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان,2015),29.

[21] *Holy Quran*, v. 8:28.

[22] أبو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم,*الجامع الصحیح (صحیح مسلم)* (ترکیا: دار الطباعة العامرة,١٣٣٤ھ-),174/4. 1467

[23] Ahmed bin Muhammad bin Hanbal, *Al-Musnad Li Imam Ahmed Bin Muhammad Bin Hanbal (Commentary and Tabulation by Ahmed Shakir)* (Cairo: Dar ul Hadith, 1995) Hadith # 4269.

[24] *Holy Quran*, v. 16:90, 4:1, 4:36, 17:26.

[25] Muhammab bin Ismail Bukhari, *Sahih Al-Bukhari*, ed. Mika'il Al-Almany, 2001 Hadith 6138.